

علامہ اقبال کا فلسفہ امن و ترقی: قرآن و سنت کی فکری اور عملی رہنمائی کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ

Allama Iqbal's Philosophy of Peace and Development: A Research Study in the Light of the Intellectual and Practical Guidance of the Qur'an and Sunnah
Hafiz Ijaz Ahmed

PhD Scholar Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara;

Hafiz Muhammad Naeem Saif ul Islam

PhD Scholar Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara;

Dr. Abdul Ghaffar

HOD / Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara;

Abstract

Allama Muhammad Iqbal's philosophy of peace and progress, rooted in the Qur'an and Sunnah, emphasizes the integration of intellectual, moral, and spiritual development with practical action. He asserts that true progress extends beyond material prosperity, requiring ethical conduct, knowledge, and self-discipline at the individual level. Societal peace, according to Iqbal, emerges through tolerance, dialogue, and mutual respect, while national development relies on collective responsibility and the prioritization of community welfare. Youth, as agents of change, play a crucial role in promoting ethical values, social harmony, and constructive engagement. Extending his vision globally, Iqbal advocates interfaith understanding, justice, and ethical leadership as foundations for sustainable peace. Central to his thought is the belief that inner spiritual awareness fosters outward harmony, linking personal moral growth with societal and international stability. His philosophy offers a timeless framework for holistic human development, ethical governance, and enduring global cohesion.

Keywords: Iqbal, Peace and Progress, Qur'an and Sunnah, Moral Development, Intellectual Growth, Spiritual Awareness, Ethical Leadership, Education, Youth Empowerment, Social Harmony, Global Tolerance.

تمہید:

علامہ اقبال نہ صرف شاعر تھے بلکہ فلسفی، مفکر اور رہنما بھی تھے جنہوں نے مسلمانوں کی فکری، اخلاقی اور روحانی بیداری کے لیے گہرے فکری پیغام چھوڑے۔ ان کا فلسفہ امن و ترقی قرآن و سنت کے اصولوں سے جڑا ہوا ہے، اور یہ فلسفہ آج کے دور کے لیے بھی نہایت رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اقبال کے نزدیک حقیقی ترقی وہ ہے جو اخلاق، روحانیت اور عملی عمل کے ساتھ ہو، نہ کہ محض مادی خوشحالی تک محدود۔ انہوں نے بارہا زور دیا کہ معاشرتی امن اور فکری ترقی قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل سے ہی ممکن ہے۔ اقبال کے فلسفہ امن میں فرد کی فکری اور اخلاقی تربیت، قومی بیداری، اور اجتماعی ہم آہنگی کو مرکزیت حاصل ہے۔ ان

کے نزدیک انسان کی ترقی اس وقت ممکن ہے جب وہ اپنے اندر اللہ کی قدرت، اخلاقی ذمہ داری اور معاشرتی انصاف کو محسوس کرے۔

انسان کی فکری و اخلاقی تربیت:

اقبال کے فلسفہ امن و ترقی میں سب سے اہم نقطہ انسان کی فکری اور اخلاقی تربیت ہے۔ وہ بارہا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر فرد کے اندر فکری شعور، علم اور اخلاقی تربیت نہیں ہوگی تو معاشرت میں امن و ترقی کے خواب محض خیالی رہ جائیں گے۔ قرآن بھی اسی اصول کی تصدیق کرتا ہے کہ علم، شعور اور ایمان انسان کو اعلیٰ مقام عطا کرتے ہیں اور اس کی سوچ، عمل اور معاشرتی رویے میں روشنائی پیدا کرتے ہیں۔¹

قرآن مجید انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ علم اور ایمان ہی وہ اوصاف ہیں جو انسان کو حقیقی بلندی عطا کرتے ہیں۔ قرآن کے مطابق علم انسان کے شعور کو جلا بخشتا ہے اور ایمان اس کے دل کو نور سے بھر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں انسان کی شخصیت متوازن اور باوقار بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن بار بار علم حاصل کرنے، غور و فکر کرنے اور تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾²

ترجمہ: "اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا ہے، درجات میں بلند فرماتا ہے۔"

فکری اور روحانی تربیت انسان کی شخصیت کو نکھارتی ہے اور اسے ایک باکردار اور ذمہ دار شہری بناتی ہے۔ ایسا انسان صرف اپنی ذاتی اصلاح تک محدود نہیں رہتا بلکہ اپنے قول و فعل کے ذریعے پورے معاشرے پر مثبت اثر ڈالتا ہے۔ علم انسان کو صحیح اور غلط میں تمیز عطا کرتا ہے، جبکہ ایمان اسے نیکی کے راستے پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ علم اور ایمان مل کر انسان کے دل میں روشنی، سوچ میں وسعت اور معاملات میں حکمت پیدا کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں اس کے اندر برداشت، رواداری، عدل اور انصاف جیسے اعلیٰ اخلاقی اوصاف پروان چڑھتے ہیں۔ علامہ اقبال کے نزدیک بھی حقیقی ترقی علم، فکری بصیرت اور اخلاقی تربیت کے بغیر ممکن

¹ - علامہ محمد اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ترجمہ سید نذیر نیازی، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 2010، ص 1

² - سورۃ المجادلہ: 11

نہیں، کیونکہ یہی تربیت انسان کو اپنی سماجی ذمہ داریوں کا شعور عطا کرتی ہے اور معاشرے کو امن و استحکام کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔¹
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ يَسْلُكْ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ﴾²

ترجمہ: "جو شخص علم حاصل کرنے کے راستے پر چلتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔"

یہ حدیث انسانی تربیت میں علم کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو علم کے حصول اور فکری ترقی کے لیے وقف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی روحانی اور عملی زندگی میں آسانیاں پیدا فرماتے ہیں۔ اقبال کے مطابق یہ علم نہ صرف ذاتی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ قومی اور عالمی ترقی میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ علم انسان کے دل میں بصیرت پیدا کرتا ہے، اس کے اخلاق کو سنوارتا ہے، اور اس کی سوچ میں تحل، رواداری اور انصاف کی بنیاد رکھتا ہے۔³

امن و ہم آہنگی کی تعلیم:

علامہ محمد اقبال کے فلسفے میں امن اور ہم آہنگی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک کسی بھی معاشرے کی حقیقی ترقی اور اجتماعی خوشحالی اسی وقت ممکن ہے جب افراد اپنے اختلافات کو تعصب اور دشمنی کے بجائے مکالمے، فکری برداشت اور باہمی احترام کے ذریعے حل کریں۔ اقبال اس بات پر زور دیتے ہیں کہ معاشرتی امن محض سیاسی یا ظاہری انتظامات سے قائم نہیں ہوتا بلکہ اس کی بنیاد انسان کی فکری بصیرت، اخلاقی تربیت اور روحانی بیداری پر ہوتی ہے۔ جب فرد کے اندر تحل اور رواداری پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اختلاف کے باوجود دوسروں کے ساتھ پر امن طور پر رہنا سیکھ لیتا ہے، اور یہی رویہ معاشرے کو استحکام بخشتا ہے۔⁴

قرآن مجید انسان کو امن، صلح اور باہمی اعتماد کی تعلیم دیتا ہے اور اختلاف کی صورت میں بھی امن کی راہ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾⁵

¹۔ کے، جی، سعید بن، اقبال کا تصورِ تعلیم، لاہور: شیخ محمد اشرف، 2005، ص 45

²۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب العلم، رقم الحدیث 2699، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2001

³۔ علامہ محمد اقبال، جاوید نامہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2014، ص 25

⁴۔ اقبال، تفکیریں جدید الہیات اسلامیہ، ص 140

⁵۔ سورۃ الانفال: 61

ترجمہ: "اگر وہ امن کی طرف مائل ہوں تو تم بھی امن کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔"

امن کا قیام صرف رسمی معاہدوں یا زبانی دعوؤں سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے دل و دماغ کی اصلاح اور عملی کردار کی مضبوطی ضروری ہے۔ اقبال کے نزدیک امن اس وقت قائم ہوتا ہے جب انسان اختلافات کو اخلاقی اصولوں، مکالمے اور باہمی احترام کے ساتھ حل کرے۔ جب معاشرتی تعلقات میں تھل اور رواداری پیدا ہو جائے تو اس کے مثبت اثرات نئی نسل اور نوجوانوں کے کردار میں نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر معاشرے میں نفرت اور عدم برداشت کو فروغ دیا جائے تو انتشار جنم لیتا ہے اور ترقی کا سفر رک جاتا ہے۔¹

رسول اکرم ﷺ نے ایمان کی تکمیل کو دوسروں کے لیے خیر خواہی اور محبت سے جوڑا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ﴾²

ترجمہ: "تم میں سے کوئی کامل ایمان والا نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ میں اخلاق، رواداری اور بھائی چارے کی اہمیت واضح کرتی ہے۔ اقبال کے فلسفہ میں بھی یہی اصول مرکزی ہے: معاشرت میں امن اور ہم آہنگی اس وقت قائم ہوتی ہے جب ہر فرد دوسروں کے حقوق، احساسات اور مقام کا احترام کرے، اور اپنے اعمال میں انصاف اور اخلاقیات کو مقدم رکھے۔ امن کے بغیر ترقی ممکن نہیں، اور حقیقی ترقی تبھی ممکن ہے جب ہم اخلاق اور محبت کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں۔³

عملی ترقی اور اخلاقی قیادت:

علامہ محمد اقبال کے فلسفے میں ترقی محض فکری یا نظریاتی تصور نہیں بلکہ ایک ایسا عملی عمل ہے جو اخلاقی قیادت سے جڑا ہوا ہے۔ اقبال کے نزدیک کسی بھی معاشرے میں حقیقی امن اور پائیدار ترقی اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب افراد اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں ترتیب دیں اور ان کے فیصلے، اعمال اور رویے اعلیٰ اخلاقی اور فکری اصولوں کے مطابق ہوں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ علم اور فکر اس وقت بار آور ثابت ہوتے ہیں جب وہ عملی کردار میں ڈھل جائیں، کیونکہ بغیر عمل کے فکر محض تصور بن

¹ - علامہ محمد اقبال، ضربِ کلیم، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2015، ص 85

² - البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث 13، بیروت: دار طوق النجاة، 2001

³ - سعیدین، اقبال کا تصور تعلیم، ص 70

کر رہ جاتی ہے۔¹

قرآن مجید ایمان کے ساتھ نیک اعمال کو کامیابی کی شرط قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ﴾²

ترجمہ: "جو بھی نیک اعمال کرے، مرد ہو یا عورت، اور وہ مومن ہو تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔"

یہ آیت عملی عمل اور ایمان کی ہم آہنگی کی اہمیت واضح کرتی ہے۔ اقبال کے نزدیک صرف علم یا نظریات کافی نہیں، بلکہ عملی کردار اور اخلاقی قیادت ضروری ہے۔ جو فرد قرآن کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرے، وہ نہ صرف ذاتی ترقی حاصل کرتا ہے بلکہ معاشرت میں امن، تعاون، رواداری اور مثبت تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ عملی ترقی کے بغیر فکری بصیرت اور اخلاقی تربیت ادھوری رہ جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے عملی زندگی میں استقامت اور مستقل مزاجی کو بہترین عمل قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ﴾³

ترجمہ: "سب سے بہتر عمل وہ ہے جو مستقل ہو، چاہے کم ہی کیوں نہ ہو۔"

اقبال کے فلسفے کے مطابق ترقی، امن اور اخلاقی قیادت اسی وقت ممکن ہے جب انسان کا عمل مستقل، متوازن اور قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ ایک چھوٹا مگر مسلسل عمل انسان کے کردار کو مضبوط کرتا ہے، معاشرتی تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے جو امن، عدل اور خیر پر قائم ہو۔⁴

قومیت اور اجتماعی ترقی:

علامہ محمد اقبال کے نزدیک کسی قوم کی حقیقی ترقی صرف انفرادی کامیابیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک منظم اجتماعی جدوجہد کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ فرد کی فکری و اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ قومی شعور اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس

¹ - اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص 155

² - سورة النساء: 124

³ - البخاری، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، رقم الحدیث 6465

⁴ - سعیدین، اقبال کا تصور تعلیم، ص 85

بھی ناگزیر ہے۔ اقبال کے فلسفے میں قوم ایک زندہ اکائی کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی مضبوطی اسی وقت ممکن ہے جب اس کے افراد باہمی تعاون، ایثار اور اخوت کے اصولوں کو اپنائیں اور ذاتی مفاد کو اجتماعی بھلائی پر ترجیح دیں۔¹

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾²

ترجمہ: "نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور ظلم میں مدد نہ کرو۔"

اقبال کے فلسفے کے مطابق قوم کی ترقی اسی وقت ممکن ہے جب افراد اپنے علم، کردار اور عمل کو قومی مفاد کے لیے وقف کریں۔ ایک ایسا معاشرہ جس میں ہر شخص اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور اجتماعی بہتری کے لیے کردار ادا کرے، وہی حقیقی معنوں میں ترقی یافتہ کہلا سکتا ہے۔ اقبال فرد کو قوم کی تعمیر کی بنیادی اکائی قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ باکردار افراد ہی مضبوط قوم کی بنیاد رکھتے ہیں۔³

رسول اکرم ﷺ نے مومنوں کے باہمی تعلق کو ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی ہے جس کے اجزاء ایک دوسرے کو

سہارا دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَابِهِمْ كَمَثَلِ الْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا﴾⁴

ترجمہ: "مومنوں کی مثال ایک عمارت کی مانند ہے جس کے ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔"

معاشرتی ترقی اور اجتماعی ہم آہنگی میں ہر فرد کا کردار اہم ہے۔ اقبال نے بھی یہی فلسفہ اپنایا کہ قوم کی فلاح تبھی ممکن ہے جب ہر فرد اپنی تربیت، علم اور اخلاق کو معاشرتی ترقی کے لیے وقف کرے۔

نوجوانوں میں امن و ترقی کا فروغ:

علامہ محمد اقبال کے فلسفے میں نوجوان طبقہ کسی بھی معاشرے کی تعمیر، امن اور ترقی کی بنیادی ستون ہے۔ اقبال نوجوانوں کو

¹۔ اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص 170

²۔ سورۃ المائدہ: 2

³۔ اقبال، ضربِ کلیم، لاہور، ص 95

⁴۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الادب، رقم الحدیث 6026

محض عمر کے ایک مرحلے کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسی قوت کے طور پر دیکھتے ہیں جو اپنی فکری بیداری، اخلاقی پختگی اور روحانی تربیت کے ذریعے معاشرتی تبدیلی کا عملی کردار ادا کر سکتی ہے۔ ان کے نزدیک اگر نوجوان علم، بصیرت اور کردار سے آراستہ ہوں تو وہ نہ صرف اپنی ذات بلکہ پوری قوم کی تقدیر بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔¹

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾²

ترجمہ: "ڈگمگاؤ نہ، غمگین نہ ہو، اگر تم ایمان والے ہو تو تم سب سے برتر ہو۔"

اقبال نوجوانوں میں شعور اور بصیرت پیدا کرنے پر خصوصی زور دیتے ہیں تاکہ وہ معاشرے میں مثبت کردار ادا کریں اور امن و ترقی کے علمبردار بنیں۔ نوجوان اگر علم و اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں تو وہ نفرت، تعصب اور انتشار کے خاتمے میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں اور معاشرت کو ہم آہنگی اور استحکام کی طرف لے جاسکتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے حسن اخلاق کو اعمال میں سب سے وزنی قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمَوَازِينِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ﴾³

ترجمہ: "کوئی چیز اعمال کے ترازو میں حسن اخلاق سے زیادہ وزنی نہیں۔"

نوجوان اپنے اعمال اور کردار کے ذریعے معاشرتی امن میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اقبال نے بھی یہی پیغام دیا کہ نوجوان معاشرت میں امن، تعاون اور اخلاقی کردار کے ذریعے ترقی کے علمبردار بن سکتے ہیں۔⁴

تعلیم و تربیت میں قرآن کی رہنمائی:

اقبال کے نزدیک تعلیم کا مقصد محض معلومات کا انبار لگانا نہیں بلکہ ایسی ہمہ جہت تربیت فراہم کرنا ہے جو انسان کے کردار، سوچ اور عملی زندگی کو سنوار دے۔ وہ تعلیم کو ایک زندہ عمل سمجھتے ہیں جو انسان کے اندر فکری بصیرت، اخلاقی پختگی اور روحانی آگہی پیدا کرتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات انسان کو علم، حکمت اور ذمہ داری کے شعور سے آراستہ کرتی ہیں، تاکہ وہ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ

¹ - اقبال، جاوید نامہ، ص 70

² - سورۃ آل عمران: 139

³ - امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث 2003، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1998ء

⁴ - سعیدین، اقبال کا تصور تعلیم، ص 140

معاشرے کی اصلاح میں بھی کردار ادا کر سکے۔ اسی تصور کے تحت اقبال تعلیم کو امن، ہم آہنگی اور مثبت معاشرتی تبدیلی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید انسان کو سب سے پہلے علم کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اسے رب کے نام سے پڑھنے کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾¹

ترجمہ: "اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔"

اقبال بھی تعلیم کو صرف معلومات کے حصول تک محدود نہیں رکھتے بلکہ عملی تربیت، اخلاقی بصیرت اور روحانی ترقی کو تعلیم کا مرکزی حصہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن کی روشنی میں تعلیم انسان کے دل و دماغ کو روشن کرتی ہے، اس میں فکر اور بصیرت پیدا کرتی ہے، اور اس کی زندگی میں امن، ہم آہنگی اور مثبت رویے کے لیے راستہ ہموار کرتی ہے۔²

نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ﴾³

ترجمہ: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔"

یہ حدیث تعلیم کے اہم فلسفہ کی تصدیق کرتی ہے۔ اقبال کے مطابق تعلیم اور تربیت کے ذریعے نوجوان اور معاشرہ فکری، اخلاقی اور عملی ترقی کی جانب گامزن ہوتا ہے، اور معاشرتی ہم آہنگی اور امن کے قیام کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

عملی کردار اور معاشرتی ذمہ داری:

اقبال کے فلسفے میں انسانی عظمت کا اصل معیار عملی کردار اور معاشرتی ذمہ داری ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایمان اور اخلاق کی اصل آزمائش عملی زندگی میں ہوتی ہے۔ جو فرد اپنے اعمال میں دیانت، انصاف اور خیر کو اختیار کرتا ہے، وہی معاشرت میں امن اور استحکام کا سبب بنتا ہے۔⁴

¹ - سورة العلق: 1

² - اقبال، ضربِ کلیم، ص 120

³ - ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، رقم الحدیث 224، بیروت: دار الفکر، 2009ء

⁴ - اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص 155

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُسَكِّنَنَّهُمْ مِّنَ الصَّلَاةِ سُورًا﴾¹

ترجمہ: "اور جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، ہم انہیں عیش و راحت میں بسا دیں گے۔"

یہ آیت عملی عمل کی اہمیت اور معاشرت میں کردار کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔ اقبال بھی کہتا ہے کہ فکری اور اخلاقی تربیت کے ساتھ عملی کردار کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔ جو فرد اپنے کردار میں قرآن و سنت کی تعلیمات کو نافذ کرے، وہ معاشرت میں امن، تعاون، محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دے سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد اعلیٰ اخلاق کی تکمیل بیان فرمایا:

﴿إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ﴾²

ترجمہ: "میں بھیجا گیا ہوں تاکہ بہترین اخلاق کو مکمل کروں۔"

یہ حدیث عملی کردار اور اخلاقی تربیت کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ اقبال کے فلسفہ میں بھی یہی اصول موجود ہے کہ معاشرت میں ترقی اور امن کے قیام کے لیے عملی کردار اور اخلاقی تربیت لازمی ہیں۔

عالمی امن اور بین المذاہب ہم آہنگی

علامہ محمد اقبالؒ کا تصور امن محض کسی ایک قوم یا خطے تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے خیر اور سلامتی کا پیغام رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک حقیقی امن اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب انسان اختلافات کو تصادم کے بجائے مکالمے، برداشت اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعے حل کرے۔ اقبال کا فلسفہ اس قرآنی تعلیم سے ہم آہنگ ہے جو انسان کو نیکی، صبر اور حسن سلوک کی بنیاد پر تعلقات استوار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذاہب کے درمیان ہم آہنگی اور باہمی احترام ہی عالمی سطح پر پائیدار امن کی بنیاد بن سکتے ہیں۔³

قرآن مجید اختلافات کے مواقع پر بھی بہترین طرز عمل اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ

¹ - سورة العنکبوت: 58

² - امام مالک بن انس، موطا امام مالک، کتاب خلق، رقم الحدیث، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2005

³ - اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص 180

ہے:

﴿ادْفَعِ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾¹

ترجمہ: "برائی کا جواب بہترین انداز سے دو۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اختلافات اور تصادم کے حالات میں بھی بہترین اور پر امن حل اختیار کرنا ضروری ہے۔ اقبال کے فلسفہ میں یہی اصول عالمی تعلقات، بین المذاہب مکالمے اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده﴾²

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

اقبال کے نزدیک اگر اقوام اور مذاہب ان اصولوں کو اپنائیں تو دنیا سے نفرت، تعصب اور تشدد کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عالمی امن کا راستہ طاقت کے استعمال سے نہیں بلکہ اخلاق، انصاف اور باہمی احترام سے ہو کر گزرتا ہے۔ اسی فکر کی بنیاد پر اقبال انسانیت کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ایک پر امن عالمی معاشرے کی تشکیل کی دعوت دیتے ہیں۔³

اقبال کا تصور عدل و انصاف: امن کی بنیاد

علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک حقیقی اور پائیدار امن کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک معاشرے میں عدل و انصاف کو بنیادی حیثیت حاصل نہ ہو۔ وہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ جب کسی معاشرے میں انصاف کمزور ہو جائے تو وہاں بد اعتمادی، نفرت اور تصادم ناگزیر ہو جاتے ہیں۔ اقبال کا تصور عدل صرف عدالتی اداروں تک محدود نہیں بلکہ فرد کے رویوں، ریاستی پالیسیوں اور معاشی نظام تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک امن کسی وقتی مفاہمت کا نام نہیں بلکہ ایسا مستقل نظام ہے جو انصاف پر قائم ہو اور جس میں ہر فرد کو اس کا حق بلا امتیاز ملے۔

¹ - سورہ فصلت: 34

² - البخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث 10

³ - اقبال، جاوید نامہ، ص 150

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾¹

ترجمہ: "بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

یہ آیت اسلام کے سماجی فلسفے کی اساس ہے۔ عدل وہ بنیاد ہے جس پر معاشروں کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، اور احسان وہ روح ہے جو اس عمارت کو خوبصورتی عطا کرتی ہے۔ اقبال کے نزدیک اگر عدل کو طاقتور طبقے کے مفاد سے آزاد نہ کیا جائے تو امن محض نعرہ بن کر رہ جاتا ہے۔ قرآن کا یہ حکم ہر فرد، ہر ادارے اور ہر ریاست کو مخاطب کرتا ہے کہ انصاف کو ذاتی پسند و ناپسند سے بالاتر رکھا جائے۔ یہی وہ تصور عدل ہے جو دلوں میں اعتماد پیدا کرتا ہے اور قوموں کو باہم جوڑتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ نُورٍ﴾²

ترجمہ: "یقیناً انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔"

یہ حدیث عدل کی عظمت اور اس کے روحانی مقام کو واضح کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انصاف کو محض قانونی تقاضا نہیں بلکہ عبادت کا درجہ دیا۔ اقبال اسی تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو قومیں عدل کو اپنا شعار بنالیں، وہی حقیقی ترقی اور امن کی حقدار بنتی ہیں۔ ان کے نزدیک ظلم وقتی فائدہ تو دے سکتا ہے مگر آخر کار معاشرتی انتشار کا سبب بنتا ہے، جبکہ عدل اگرچہ مشکل راستہ ہے مگر یہی راستہ قوموں کو عزت، استحکام اور عالمی احترام عطا کرتا ہے۔³

اقبال اور روحانی بیداری: باطن کا امن، ظاہر کی ترقی

اقبال کے فلسفے میں امن کی جڑیں صرف سیاسی معاہدوں یا معاشی ترقی میں نہیں بلکہ انسان کے باطن میں پیوست ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک انسان کے اندر روحانی بیداری پیدا نہ ہو، اس وقت تک بیرونی امن محض فریب ہے۔ قرآن و سنت انسان کو اپنے نفس کی اصلاح، دل کی پاکیزگی اور اللہ سے تعلق مضبوط کرنے کی دعوت دیتے ہیں، اور اقبال اسی روحانی انقلاب کو ترقی کی اصل

¹ - سورة النحل: 90

² - مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث 1827

³ - اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ، ص 175

بنیاد قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا﴾¹

ترجمہ: "یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔"

یہ آیت انسان کی باطنی اصلاح کو کامیابی کا معیار قرار دیتی ہے۔ اقبال کے نزدیک نفس کی تطہیر کے بغیر علم طاقت بن جاتا ہے، اور طاقت ظلم میں بدل جاتی ہے۔ قرآن کا یہ پیغام واضح کرتا ہے کہ حقیقی فلاح دل کی پاکیزگی، نیت کی درستگی اور کردار کی سچائی سے وابستہ ہے۔ اقبال اسی لیے نوجوان کو خود شناسی، خدا شناسی اور اخلاقی تربیت کی طرف بلاتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک باطن کا امن ہی ظاہر کے امن کو جنم دیتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضَغَةً، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ﴾²

ترجمہ: "خبردار! جسم میں ایک لو تھڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے۔"

یہ حدیث انسانی شخصیت کی روحانی بنیاد کو واضح کرتی ہے۔ دل کی اصلاح دراصل فکر، عمل اور رویے کی اصلاح ہے۔ اقبال اسی حدیث کی عملی تفسیر پیش کرتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ غلامی دل سے شروع ہوتی ہے اور آزادی بھی دل ہی سے جنم لیتی ہے۔ جب دل خوف، حرص اور نفرت سے آزاد ہو جائے تو فرد امن کا پیامبر بن جاتا ہے، اور ایسے افراد ہی ایک پر امن، ترقی یافتہ اور باوقار معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔³

خلاصہ:

علامہ محمد اقبال کا فلسفہ امن و ترقی قرآن و سنت کی فکری اور روحانی تعبیر پر مبنی ہے۔ یہ انسان کو محض ظاہری امن نہیں بلکہ باطنی سکون، فکری آزادی اور اخلاقی بالیدگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اقبال کے نزدیک حقیقی امن وہ ہے جو عدل، خودی، ذمہ

¹ -سورۃ الشمس: 9-

² -بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث 52

³ -علامہ محمد اقبال، اسرار خودی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ص 60

داری اور خدا آگاہی سے پیدا ہو، نہ کہ خوف، جبر یا مصلحت پر مبنی خاموشی سے وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں جو روحانی اقدار سے کٹ کر صرف مادی قوت کو معیار کامیابی سمجھیں۔

علامہ محمد اقبالؒ کے فلسفے کے مطابق امن اور ترقی محض سیاسی یا معاشی تصورات نہیں بلکہ گہرے فکری، اخلاقی اور روحانی اصولوں سے وابستہ ہیں۔ حقیقی امن اس وقت قائم ہوتا ہے جب فرد کے اندر فکری شعور، اخلاقی پختگی اور روحانی بیداری پیدا ہو، کیونکہ فرد کی اصلاح ہی معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے۔ اقبال انسان کی فکری و اخلاقی تربیت کو امن و ترقی کا پہلا زینہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن و سنت علم، ایمان اور نیک عمل کو انسان کی بلندی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں، اور اقبال انہی تعلیمات کی روشنی میں علم کو کردار سازی، فکر کی بلندی اور سماجی ذمہ داری کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک امن و ہم آہنگی مکالمے، رواداری اور باہمی احترام کے ذریعے قائم ہوتی ہے، نہ کہ جبر یا طاقت کے ذریعے۔ عملی کردار اور اخلاقی قیادت کے بغیر کوئی فکری نظام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایمان اور عمل کی ہم آہنگی، مستقل مزاجی اور نیک اعمال وہ اوصاف ہیں جو فرد کو باکردار اور معاشرے کو مستحکم بناتے ہیں۔ اقبال قومیت اور اجتماعی ترقی کو بھی اسی زاویے سے دیکھتے ہیں کہ مضبوط قومیں وہی ہوتی ہیں جن کے افراد باہمی تعاون، اخوت اور ایثار کے اصولوں پر کاربند ہوں۔ وہ نوجوانوں کو ملت کا سرمایہ اور مستقبل کا معمار سمجھتے ہیں۔ اگر نوجوان علم، خودی، اخلاق اور عمل کو اپنی زندگی کا مرکز بنائیں تو وہ معاشرتی امن اور قومی ترقی کے علمبردار بن سکتے ہیں۔

مزید یہ کہ اقبال کا تصور امن قومی حدود سے آگے بڑھ کر عالمی امن اور بین المذاہب ہم آہنگی تک پھیلا ہوا ہے۔ اختلافات کے حل کے لیے وہ مکالمہ، حسن سلوک اور انصاف کو بنیاد بناتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ حقیقی امن طاقت کے استعمال سے نہیں بلکہ اخلاقی برتری سے قائم ہوتا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کا فلسفہ امن و ترقی انسان کو باطن کی اصلاح، کردار کی مضبوطی اور معاشرتی ذمہ داری کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اگر فرد اور معاشرہ اس پیغام کو اپنائیں تو نہ صرف انفرادی سکون اور استحکام حاصل ہو سکتا ہے بلکہ قومی اور عالمی سطح پر بھی امن، ہم آہنگی اور پائیدار ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔

تجاویز و سفارشات:

- * تعلیمی اداروں کے نصاب میں علامہ اقبال کے فکری افکار کو قرآن و سنت کی روشنی میں شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو محض معلومات نہیں بلکہ کردار سازی، اخلاقی تربیت اور عملی شعور بھی حاصل ہو۔ اس سے نوجوان نسل میں خودی، ذمہ داری اور معاشرتی شعور پیدا ہوگا۔
- * اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں ایسی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جائے جو طلبہ میں دیانت داری، برداشت، انصاف، رواداری اور خدمتِ خلق کے جذبات کو فروغ دیں، کیونکہ یہی اوصاف امن اور ترقی کی بنیاد ہیں۔
- * نوجوانوں کو اقبال کے تصورِ خودی سے روشناس کرایا جائے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں اور انہیں مثبت مقاصد کے لیے استعمال کریں۔ اس سلسلے میں سیمینارز، ورکشاپس اور مطالعاتی حلقے قائم کیے جائیں۔
- * معاشرے میں رواداری اور ہم آہنگی کے فروغ کے لیے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان مکالمے کے مواقع پیدا کیے جائیں تاکہ غلط فہمیاں دور ہوں اور باہمی احترام کو فروغ ملے۔
- * ریاستی اور معاشرتی سطح پر ایسا نظام قائم کیا جائے جو انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائے، کیونکہ اقبال کے نزدیک حقیقی امن کی بنیاد عدل و انصاف ہے۔
- * میڈیا کو چاہیے کہ وہ اقبال کے پیغامِ امن، اخلاق اور خودی کو عام کرے اور نفرت انگیز مواد کے بجائے اصلاحی اور تعمیری پیغامات کو فروغ دے۔
- * مساجد، مدارس اور تعلیمی اداروں میں ایسے پروگرامز ترتیب دیے جائیں جو فرد کی باطنی اصلاح اور روحانی بیداری میں مددگار ہوں۔
- یہ تجاویز اگر سنجیدگی سے نافذ کی جائیں تو اقبال کے فلسفہ امن و ترقی کو عملی صورت دی جاسکتی ہے، اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جو اخلاق، انصاف اور ہم آہنگی پر قائم ہو۔